تفسیر القاء الرحمٰن

ترجمہ

تفسیر الہام الرحمٰن

(انیسویں قسط)

مصالح حربیہ کا اجمالی بیان

یہ آیتیں (۱۹۰ تا ۱۹۴) مصالح حربیہ کا اجمالی بیان ہیں اور ان کا اتمام دو امر سے ہوتا ہے۔

اول: یہ کہ حرب و جنگ کا سامان جمع کیا جائے۔

دوم: یہ کہ اصلاح امور حربیہ کی طرف توجہ دی جائے

امر اول کی طرف آیت ۱۹۵ میں اشارہ ہے فرماتا ہے

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۱۹۶

اور خدا کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے تئیں ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کرو اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

کیونکہ عدم انفاق فی سبیل اللہ ہی امت کی ہلاکت و بربادی کا اولین سبب ہے اور انفاق فی سبیل اللہ ذریعہ احسان الی اللہ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

ان اللّٰه اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ (الآیۃ)

بے شک اللہ نے ایمان والوں ان کے مال اور جانیں خرید لی ہیں۔

حج کی مشروعیت تمرین اور تیاری اعمال حرب کے لئے ہے اور اس کا بیان آیت ۱۹۶ تا آیت ۲۰۳

میں ہے یہ تمام کی تمام آیتیں مسائل حج کے بارے میں ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ
اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ
وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ
الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ
مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ
اَمِنْتُمْ وقفة فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى
الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ
لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ
وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ
ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۱۹۶
اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ
فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا
جِدَالَ فِى الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ
يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ
الزَّادِ التَّقْوٰى ز وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِى
الْاَلْبَابِ ۱۹۷ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ
فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ

خدا کا فرمان!

اور اللہ کے لئے حج و عمرہ کو پورا کرو اگر تم راستہ میں کہیں گھر جاؤ تو قربانی کر دو جو کچھ میسر آئے اور جب تک قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے اپنا سر نہ منڈاؤ ، اور جو تم میں سے مریض ہو یا سر کی طرف سے اسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہو تو بال اتروا دینے کا بدلہ روزے یا خیرات یا قربانی ۔ پھر جب تمھاری خاطر جمع ہو جائے تو جو کوئی عمرہ کو حج سے ملا کر فائدہ اٹھانا چاہے تو اس کو قربانی کرنا ہوگی جیسی کچھ میسر آئے اور جس کو قربانی میسر نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھ لیوے اور سات جب واپس آؤ ۔ یہ پورا دیا ہوگا یہ حکم اس کے لئے جس کا گھر بار مکہ میں نہ ہو اور اللہ سے ڈرو اور جانتے رہو کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے حج کے مہینے جو سب کو معلوم ہیں ۔ حج میں نہ تو شہوت کی کوئی بات کرے اور نہ گناہ کی اور نہ جھگڑے کی اور نیکی کا کوئی سا بھی کام کرو خدا کو معلوم ہو جائے اور حج کے جانے سے پہلے زاد راہ بہم پہنچا لو کہ بہترین زاد راہ پرہیز گاری ہے اور عقل والو اصل پرہیز گاری یہ ہے کہ ہم سے ڈرتے رہو اور حج کے احکام میں تم اپنے پروردگار کا فضل مثلاً تجارت سے کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہو تو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں ۔ پھر جب عرفات سے لوٹو ، مشعر حرام یعنی مزدلفہ میں ٹھہر کر خدا کو یاد کرو ،

عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا
هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ
لَمِنَ الضَّالِّينَ ١٩٨ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ
حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۚ
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ١٩٩ فَإِذَا
قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ
كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ
ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا
آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ
خَلَاقٍ ٢٠٠ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا
آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ
النَّارِ ٢٠١ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِمَّا
كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ٢٠٢

اور اس کی یاد ویسی کرو تو اس طریقے پر جو خدا نے پیغمبر کے ذریعہ سے تم کو بتایا ہے اور اس سے پہلے تو تم گمراہوں میں تھے یعنی عبادت کے طریقے نہیں جانتے تھے پھر یک بات یہ ہے کہ عرفات سے چلو جس جگہ سے دوسرے لوگ چلیں تم بھی وہیں سے چلو اور اللہ سے گناہوں کی مغفرت چاہو اللہ بخشنے والا مہربان، پھر جب اپنے حج کے ارکان ادا کر چکو تو جس طرح تم اپنے باپ دادوں کے ذکر میں لگ جاتے تھے اس کو چھوڑ کر اس طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خدا کی یاد میں مشغول ہو جاؤ پھر لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار جو کچھ ہم کو دینا ہے دنیا میں ہم کو دے تو ان کو دنیا بھی ان کو مل جاتی ہے اور آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت دے اور آخرت میں خیر و برکت دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا یہی ہیں وہ لوگ جن کو آخرت میں ان کا حصہ یعنی ثواب ملتا ہے اور اللہ تو جھپکتے بھر میں سب کا حساب کرنے والا ہے۔

اور حدیث میں وارد ہے

الحج جهاد لا قتال فيه — حج ایک جہاد ہے جس میں قتال و جنگ نہیں ہے۔

اس کے معنی یہی ہیں کہ تمرین و ترتیب اعمال حربیہ کی جائے سوائے قتال اور جنگ کے اور ماحصل حج کی دو چیزیں۔ اوّل مسلمانوں کو حکم دیا جائے کہ اپنے نفقات ایک خاص جگہ میں جمع کریں۔

دوئم یہ کہ تمرین اعمال حرب و جہاد پھر جب یہ لوگ اس پر قائم ہو جائیں اور اس تمرین سے خاص مستفید ہو گئے اور ان کو اس کی خاص عادت ہو گئی تو اب وہ ادنیٰ سے ادنیٰ توجہ سے اعمال جہاد و انجام دینے پر قادر ہوں گے۔

مسلمانوں کو حکم دیا جائے کہ ایک معین مقام میں اپنے لشکر جمع کر دیں کہ مصالح حج میں سے ایک خاص مصلحت ہے اور اس میں دوسری مصلحتیں بھی موجود ہیں اور اسی کی طرف اس قول میں اشارہ ہے۔ ۲۰۳۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ أَيَّامٍ
مَّعْدُوْدٰتٍ ۚ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ
يَوْمَيْنِ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ
وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ۙ
لِمَنِ اتَّقٰى ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۲۰۳

اور گنتی کے چند دنوں میں خدا کی یاد کرتے رہو پھر جو
شخص جلدی کرے اور دو ہی دن میں چل کھڑا ہو
اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو دیر تک ٹھہرا رہے اس پر
کوئی گناہ نہیں یہ رعایت ان کے لئے ہے جو پرہیز
گاری کرتے ہیں اور خدا سے ڈرتے رہو اور جانتے
رہو کہ قیامت کے دن سب اسی کے حضور میں حاضر
کئے جائیں گے۔

اس آیت میں مسائل پورے ہو گئے

اب رہا قول خدا

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ
اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۔

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جانتے رہو کہ تم سب کو
اس کے حضور میں حاضر ہونا ہے۔

اس حشر کو مفسرین نے حشر قیامت پر محمول کیا ہے اور حشر عرفات کو حشر یوم القیامۃ کا ایک نمونہ کہا ہے ہم ایسی چیزوں کے استنباط اور مسائل حج بیان کرنے سے انکار نہیں کرتے لیکن ہم انہی پر انحصار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہاں سباق مسائل حج ہیں اور مسائل حج ہی بیان کرنا مقصود ہے تو حشر سے مراد حشر جنود للجہاد ہے۔ کیونکہ اسلام ابتداء متطوعین۔ اطاعت گذاروں کی قوت ہی سے قائم ہوا ہے اور حج میں صرف اعمال جہاد کی تمرین اور ترغیب دی جائے اور ان متطوعین ہی کو تمرین و ترغیب دی جائے پھر جب ہم نے حدیث پیش کر دی **الحج جہاد لاقتال فیہ**

تو کس کی طاقت ہے حج کو اعمال جہاد سے خالی کر دے لیکن شاہان ظلم و جور اور شیاطین زیاد قاتلہم اللہ نے تمام اعمال مسلمین کو باطل اور خراب کر کے رکھ دیا۔

اب ہم آیات حج کی مزید تشریح کرنا چاہتے۔

شرح آیات حج

اس پوری آیت میں امور حج اور عمرہ کو پورے خلاصہ اور تفصیل سے خدا نے بیان کر دیا ہے فرماتا ہے

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۱۹۶ — اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جانے رہو کہ اللہ سخت ترین عذاب دینے والا ہے

اس طرح اس میں فدیہ کا حکم اور جو شخص مامور بہا مناسک کی خلاف ورزی کرے اس کی جزاء و بدلہ کا حکم فرمایا ہے جو اس جزاء اور بدلے کے بغیر معاف نہیں ہو سکے گا اور یہی معنی ہیں مامور بہا کے اتمام کے۔ اس قول میں واتموا، یعنی پورا کرو تم ان مناسک کو جن کے پورا کرنے کا تم کو حکم دیا گیا ہے اور بغیر تہاون وسستی کے اس کو پورا کرو۔ اگر تم ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی چھوڑ دو گے تم تعدی اور تجاوز کرنے والے ہو گے۔ یا تو مال نقصان اٹھاؤ یا کفارہ دیدو۔ اس کے بغیر وہ معاف نہیں ہوگا۔ یہی حال نظام حرب کا ہے اگر کوئی فوجی آدمی کسی مامور بہ امر کی مخالفت کرے گا تو بغیر مجازت اس کو چھوڑا نہیں جائے گا تو کیا عوام کے لئے مرد ہوں کہ عورتیں اعمال حرب کی تمرین و ترتیب اس سے بہتر طریقہ پر ممکن ہے؟

اور اعداء دین واسلام نظام قرآنی کی قوت اور قوت عملیہ حج کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس سے اسلام کی عزت ہے۔ اس لئے اعداء اسلام پوری قوت، پوری طاقت ان ہر دو کی توہین و بے عزتی اور ان دونوں کو ضعیف و کمزور کرنے پر تلے ہوں ہیں۔

قولہ تعالیٰ — خدا کا فرمان

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ — حج کے چند مہینے معلوم ہیں

حج کے مہینے یہ ہیں، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ،

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۭ — تو جس نے اپنے لئے ان مہینوں میں حج فرض کر لیا تو اس میں شہوت کی باتیں نہیں اور نہ فسق کی اور نہ حج میں جھگڑا ہے

حج کے لئے جمع ہونے والوں پر لازم ہے ان تین مہینوں میں چند امور اپنے لئے لازم قرار دے لیں۔

اول: یہ کہ عورتوں کا نام چھوڑ دیں۔

دوم: یہ کہ جو معاملات قانون میں ہے اس کی مخالفت نہ کریں فساد کو بالکل ترک کردیں۔

سوم: یہ کہ جنگ و جھگڑا قطعاً ترک کریں۔

جب ایک امت کی امت ان امور کو تین ماہ تک اپنے لئے لازم کرے گی تو وہ اپنے اندر بے شمار اوصاف اجماعیہ عسکریہ پیدا کرے گی اور یہ اس پر قادر ہو جائیں گے۔ جیسے اس نے دوران قیام حرم میں قائم کیا تھا کیونکہ یہاں ان لوگوں نے احکام شرعیہ اور قوت ارادیہ بنفسہٖ پر یہ قائم کیا تھا۔ بغیر سلطان اور بلا حاکم کے انھوں نے اس کا التزام کیا تھا۔ اب فتح کے بعد اس کی قدرت اور استطاعت رکھتے ہیں حکومت اجماعیہ توسطہ اپنے لئے بنالیں۔

یہ انقلاب لازمی اور ضروری تھا۔ کیونکہ اس وقت نہ عمارتوں کو ڈھانا تھا، نہ عمارتوں کو خراب و برباد کرنا کرنا تھا باقی یہ عمارتیں بناسکتے تھے لیکن خراب اور برباد نہیں کرسکتے تھے

قولہٗ تعالیٰ — خدا کا فرمان!

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ — اور جو خیر کے کام کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

یہ متطوعین ضعیف و کمزور مسلمانوں اور مایوس و کمزور اہل ایمان کے لئے متفق ادارے قائم کریں۔ اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچائیں۔

خدا ان مطلونوں کو قتل و غارت کرے کہ انھوں نے مسجد حرام پر ایسا قابو کر رکھا ہے کہ گویا ان کے باپ دادا کی میراث ہے اور باپ دادا کا ورثہ انھیں ملا ہے۔ یہ لوگ ایک حاجی کو نیک کام ٹھکانے سے نہیں کرنے دیتے۔ ان کا خیال ہے کہ حاجیوں کے پاس جو ان کے یہاں قیام کرتے ہیں جو کچھ ان کے پاس ہے اس کے حقدار یہی لوگ ہیں[1] اور شہر کی حکومت مسلمانوں اور مومنوں کے حق میں ایک زبردست لعنت بن کرہ گئی ہے[2] اور ایسے یہ بن گئے ہیں گویا ان میں قوت اجتماعیہ باقی ہی نہیں رہی۔

---

[1] حکومت اور مطلون اس کے بعد صرف حاجیوں کو لوٹنے کھسوٹنے کے لئے متفق اور متحد ہو چکے ہیں۔ حکومت صرف نظام و اصلاح اور صفائی وغیرہ کے نام پر حاجیوں کو تباہ کرتی ہے اور صراف دوسرے ممالک سے حاجی آتے ہیں ان کے روپیوں کی قیمت گھٹا کر لوٹتے ہیں۔ بیرونی سکہ کی قیمت نصف، ثلث گھٹا دیتے ہیں اور مطلونوں کا اس میں حصہ ہوتا ہے کہ حاجی لوگ ان لوگوں سے جو کچھ خریدیں یا للہ صرف کریں اس میں حصہ دار ہوتے ہیں۔ اور ان کے پاس حاجیوں کو لوٹنے کے عجیب و غریب حیلے ہیں جس کی تفصیل ایک ضخیم جلد کی محتاج ہے۔

[2] یعنی جو حکومت سلطان مستبد کے نام سے وہاں موجود ہے۔

ہم اس قسم کی شدت امر المعروف کرنے میں سخت مخالف ہیں کہ ہم نے ایک پولس کے آدمی کو دیکھا کہ وہ الصلاۃ، الصلاۃ (نماز پڑھنے چلو۔ نماز پڑھنے چلو) بہت زور سے چلاتے پھر رہے ہیں۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ بدعت ہے۔ اگرچہ ہم اس سے انکار نہیں کرتے البتہ ہمارا انکار اس سے ہے کہ مسلمانوں کا تہاون اور سستی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ وہ پانچ وقت کی نماز بھی حکومت کے اعلان و فرمان کے بغیر نہیں ادا کر سکتے ہ شاید اس سے ای کو نفع پہنچتا ہو کہ اس سے انہیں شہرت حاصل ہو اس سے جو خرابی پیدا ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ ہے اس سے جو مضرتیں پہنچتی ہیں اس کے مقابلہ میں دس حصہ سے بھی زائد ہوتی ہیں کیونکہ یہی وہ شہر امین ہے جہاں اجتماع صالحہ قائم ہوا تھا اس میں کسی کو تردد و شک نہیں ہے حتی کہ دنیا کی ساری امتوں اور قوموں کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ مسلمان صرف حکم خدائے واحد کے کسی حکم کے محتاج نہیں ہیں۔

قولہ تعالیٰ — خدا کا فرمان!

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ز — اور زاد راہ ساتھ رکھو اور بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔

اس آیت کریمہ کے معنی بہت مشہور معروف ہیں کہ سوال کرنا اور گداگری اجتماعیہ اسلام میں ممنوع ہے۔ نیز اس میں تحریض و ترغیب اعمال جہاد بھی ہے تو جہاد کے میدانوں میں گداگری اور سستی ممکن ہے؟

قریش جاہلیۃ کے زمانے میں آج "مکے" کے مسلمانوں سے کہیں بہتر تھے جو مہمان ان کے پاس موسم حج میں پہنچتے ان کی ضیافت و مہمان نوازی کرتے، کسی کے لئے جائز نہیں سمجھتے کہ کچھ اپنے مہمانوں سے مانگے۔ اسی قسم کی باتوں سے اپنے کو پاک صاف رکھنا اپنا فرض سمجھتے تھے حاج کا یہ حال ہوتا تھا کہ اپنا مال و اسباب خزانہ بیت المال میں برضا و رغبت رکھ دیتے۔ ایک کی چیز کا دوسرے کو حال معلوم نہیں ہو سکتا تھا اور تمام حاجیوں، تمام مہمانوں کا وہ برابر احترام کرتے تھے۔ پھر جب یہ حاج اور مہمان حج سے فراغت کے بعد اپنے اپنے وطن کی طرف سفر کرتے تو وہ لوگ ان لوگوں کو مال و اسباب جو بیت المال میں رکھا ہوتا پورا پورا دیدیتے۔

ہم کو یہاں کا حال دیکھ کر بڑی حیرانی ہوئی۔ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے سراسر اس کے خلاف ہی ہو رہا ہے ہم نہیں سمجھ سکے کہ آج مسلمان اس سے کیسا اور کیا اثر لیں گے اور آج اس قسم کی باتیں دیکھ کر ان کے دماغوں پر کیا اثر ہوگا۔

قولہٗ تعالیٰ — خدا کا فرمان!

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا — اور تم پر کوئی گناہ نہیں اس میں کہ تم اپنے پروردگار

مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ کا فضل تلاش کرو۔

یہ حج کی دوسری مصلحت ہے۔ تجارت کا مسئلہ سامنے آتا ہے۔ مشرق و مغرب سے تاجروں کے قافلے تجارت کی غرض سے آیا کرتے تھے اور ایام معین میں اشیاء کا تبادلہ کر لیتے تھے اور جب کوئی چیز بکنے سے رہ جاتی تو تاجر لوگ قریش کے امینوں کے پاس چھوڑ جاتے تھے کہ آئندہ سال وہ اسے فروخت کر دیں۔ امانت اور دیانتداری کا یہ حال تھا کہ ایک حبہ کا بھی اس میں فرق نہیں آنے پاتا تھا اور اسی بناء پر مکہ تجارت کا ایک عظیم ترین مرکز تھا۔ اور اسی ضمن میں تبادلہ علوم و اخلاق بھی ہوتا رہتا تھا۔ جو مسلمانوں کے لئے ایک زبردست مصلحت تھی۔

قولہٗ تعالیٰ

فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَٰتٍ فَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ عِندَ ٱلْمَشْعَرِ ٱلْحَرَامِ ۖ وَٱذْكُرُوهُ كَمَا هَدَىٰكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِۦ لَمِنَ ٱلضَّآلِّينَ ۱۹۸

خدا کا فرمان!

پھر جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر الحرام یعنی مزدلفہ میں ٹھہر کر خدا کی یاد کرو اور اس کی یاد بھی کرو تو اس طریقہ پر جو خدا نے پیغمبر کے ذریعہ تم کو بتایا ہے اور اس سے پہلے تو تم گمراہوں میں تھے۔

یہ خطاب اہل حرم سے ہے کہ وہ امور حج کی تنظیم کے لئے رات ہی سے جمع ہوں جس طرح موتمرا واری میں جمع ہوتے ہیں۔ اگر تم ضال اور گمراہ تھے لیکن تم کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی۔ اب تم اس کی ہدایت کے بموجب مختلف اداروں کا اور اس میں عمل کرنے کا التزام کر لو اور اس لئے حکم ہوا کہ اس کے بعد یہ لوگ (منیٰ) میں جائیں گے جو تجارت

---

(۱) افراد اسلام یہ نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کو اس حالت میں دیکھیں جو پہلے تھی لیکن مسلمان ہیں کہ اس سے متنبہ اور باخبر نہیں ہوتے اور میٹھی نیند سے بیدار نہیں ہوتے۔

مجھے بہت ہی خوشی اور مسرت ہوئی جبکہ میں نے سنا کہ آج بھی بقیہ قریش اطراف مکہ اور عرفات اور اس کے ارد گرد آباد ہیں[1] اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ گذشتہ کچھ عرصہ پہلے تاجر و سوداگر اپنی تجارت اور سوداگری کو انہیں کے ذریعے محفوظ کر لیتے تھے۔ جب یہ لوگ جدہ سے مکہ اور طائف اور مدینہ اپنا مال و اسباب پہنچانا چاہتے تھے تو انہیں کے ذریعہ پہنچاتے تھے۔ اس سے میں سمجھا کہ وہ استعداد و صلاحیت جو ان میں پہلے موجود تھی آج بھی موجود ہے اور اس لئے اس سے مایوسی اور ناامیدی کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

یعنی قریش کا بقیہ اب تک وہاں موجود ہے مسکین اور فقیر ہیں اور باوجود اس کے وہ ضیافت و مہمانداری کرتے رہتے ہیں اور امانت و دیانت داری ان میں موجود ہے۔ ابو سعید سندھی،

کا مقام ہے یہ اس لئے حکم یہ ہوا کہ یہ لوگ ایسے حج میں مزدلفہ سے باہر نہیں جاتے تھے اور لوگوں سے بچتے رہتے تھے لوگوں سے نفرت کرتے تھے ۔ لوگوں کے مقابلہ میں کبر و فخر کرتے تھے اور یہ لوگ اس بارے میں گمراہ اور ضال تھے لیکن جبکہ خدا نے ان کو ہدایت دی ہے تو اب ان کو انسانیت کا خادم بن جانا چاہیئے اور انھیں اب دین کی طرف رجوع ہونا چاہیئے اور دنیوی فوائد بھی حاصل کرنا چاہیئے اور خدا کے اس قول میں ۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ — پھر ایک بات یہ کہ عرفات سے چلو تو جس جگہ سے اور لوگ چلتے ہیں تم بھی چلو ۔

یعنی تم اپنی جانوں کو دوسرے افراد جیسا بنالو اور اس میں حکم ہے کہ قوت ارادیہ حرب و جنگ کا، کیونکہ میدان جنگ میں جنگ کرنے والے تسلط و سلب اموال کی تمیز نہیں کیا کرتے ۔

قولہ تعالیٰ — خدا کا فرمان !

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ — اور اللہ سے مغفرت مانگو ۔

اپنی غلطیوں اور خطاؤں کا اعتراف کرنا اصلاح کا اولین طریقہ ہے ۔

قولہ تعالیٰ — خدا کا فرمان !

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ — پھر تم جب اپنے حج کے ارکان تمام کر چکو

اس میں اشارہ ہے طبقہ عالیہ کے اجتماعیہ کی طرف جو اپنے آباؤ اجداد پر فخر کیا کرتے تھے ان کے لئے اب یہ سزاوار ہے کہ موسم حج میں جمع ہوں ۔ اس اجتماع میں وہ مفاسد جاہلیہ اور منافع اسلام اور اس کے مصالح محاسن کا ذکر کریں اور خدا کو زیادہ سے زیادہ یاد کریں ۔

حج میں دو قسم کے لوگ جمع ہوتے ہیں ایک قسم وہ ہے جو صرف منافع کے خواستگار ہوتے ہیں جس کا مقصد لوٹ کھسوٹ کرنا ہوتا ہے ان کی طرف اس قول میں اشارہ ہے ۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۲۰۰ — تو لوگوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں جو کچھ دینا ہے دے اور آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں ۔

دوسری قسم وہ ہے جو دنیا اور آخرت دونوں کا منافع و فوائد چاہتے ہیں ۔ کیونکہ ان میں استعداد و صلاحیت عمل بالقرآن کی موجود ہے اور یہ آخرت کے لئے نیکیوں کے حکم میں ہے ۔ تو نفع تجارت اور کسب مال یہ منافع دنیا ہے

اور دنیاوی نیکی ہے اور اسی کی طرف اس قول میں اشارہ ہے ۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۲۰۱ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۲۰۲

اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت اور آخرت میں بھی خیر و برکت دے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا یہی ہیں وہ لوگ جن کو آخرت میں ان کے کئے کا حصہ یعنی ثواب عنایت ہوگا اور اللہ تو پلک جھپکنے بھر میں سب کا حساب کرنے والا ہے ۔

اور ہم اس کو شرح قول خداوندی

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ

اور گنتی کے ان چند دنوں میں خدا کی یاد کرتے رہو ۔

بیان کرچکے ہیں

پھران تمرینات و تقریبات کے بعد کرہ میں رہنے والوں کی دو قسمیں ایک قسم وہ ہے کہ ان میں فشل اور بزدلی پیدا ہوگئی ہے ۔ ایسے لوگ کہیں نجات اور فلاح نہیں پائیں گے ۔

دوسری قسم وہ ہے جو اپنے مقاصد میں کامیاب اور فائز المرام ہے وہ ان تمرینات و تقریبات سے نجات و فلاح پالیں گے ۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِىْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۲۰۴

اور اے پیغمبر! بعض آدمی ایسے منافق بھی ہیں جن کی باتیں تم کو اس وقت دنیا کی زندگی میں بھلی معلوم ہوتی ہیں اور وہ اپنے دلی ارادہ پر خدا کو گواہ ٹھہراتا ہے حالانکہ وہ تمہارے دشمنوں میں سب سے زیادہ جھگڑالو ہے ۔

جب ان لوگوں نے حج کرلیا اس کے بعد بطور فروع اور دھوکہ وہی لطیف و جمیل اور پرکیف باتیں کرنے لگے ۔ اور ظاہرداری عظمت و توقیر شعائر اللہ کرنے لگے لیکن یہ غایت درجہ فاسد الاخلاق اور ردی الباطن ہی تھے ۔

قولہٗ تعالیٰ

خدا کا فرمان !

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۲۰۵

اور جب تمہارے پاس سے لوٹ کر جائے تو ملک کو کھوند مارے تاکہ زمین میں فساد پھیلائے اور کھیتی باڑی اور آدمیوں اور جانوروں کی نسل کو تباہ کرے اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا ۔

یہ ایسے لوگ ہیں کوئی دوسرا ان کو ان کی خطاء اور غلطی سے آگاہ نہیں کرسکتا یہ لوگ لوگوں کو کتاب اللہ سے روکتے ہیں اور وہ طریقہ مبتدعہ اور واہیہ پیش کرتے ہیں۔ یہ لوگ فاسق، زانی لوطی ہیں[1]۔ یہ لوگ اپنے کو دین اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ دین اسلام ان سے بری ہے

قولہ تعالیٰ — خدا کا فرمان!

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ — اور جب اس سے کہا جائے کہ خدا سے ڈر تو شیخی دامن گیر ہو کر اس کو گناہ پر آمادہ کرے

ان لوگوں نے اپنی حالتوں کو اس قدر اونچا اور بلند کر رکھا ہے کہ کوئی ان کے گناہ اور غلطیوں سے آگاہ اور باخبر نہیں کرسکتا۔ کیونکہ یہ لوگ بیچارے ناصح مشفق کو ایسا ہر لیتے ہیں کہ دوسروں کے لئے عبرت ہو جائے اور کوئی کچھ کہہ نہ سکے۔

فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۲۰۶ — پس ایسے نابکار کو بس جہنم کافی ہے وہ بہت برا ٹھکانہ ہے

یہ لوگ اپنی قومیت یا اپنی شخصیات کو عظیم دیکھتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ کتاب اللہ کے محتاج ہیں۔ ان کا لباس صالحین کا سا ہے لیکن ان کے باطن خباثت سے بھرے ہوئے ہیں یہ سب کے سب حرم میں آتے ہیں اور لوگوں میں ٹھہرتے ہیں مگر یہ لوگ اجتماعیہ صالحہ سے خارج ہیں۔

قولہ تعالیٰ — خدا کا فرمان!

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۲۰۷ — اور لوگوں میں کچھ نیک بندے ایسے بھی ہیں جو خدا کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان تک بھی دے دیتے ہیں اور اللہ بندوں پر بڑی شفقت رکھتا ہے۔

یہ وہی لوگ ہیں جو حج میں اپنی تحریک و ترغیب میں کامیاب ہوئے اور اپنی جانوں کو رضامندی خداوندی میں بیچ دیا۔ یہ لوگ اپنے اعمال سے مصلحت ذاتی اور قومی کے خواستگار نہیں ہیں بلکہ اس سے ان کا مقصد صرف یہی ہے کہ خدا کی رضامندی کے طالب ہیں اور خدا کے احکام خدا کی زمین پر خدا کے بندوں پر جاری اور نافذ کریں۔

---

[1] ان برائیوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے ویہلک الحرث والنسل میں ذکر کردیا ہے کیونکہ دبر سے کام لینا زمین کو بے فائدہ اور بیکار کر دینے کے معنی میں ہے۔ ابوسعید سندھی۔

قولہٗ تعالیٰ — خدا کا فرمان!

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ — اور اللہ بندوں پر بڑا شفیق ہے

یہی لوگ ہیں جو حج یں اپنی تربین و ترغیب میں کامیاب رہے اور جانوں کو رضا الہٰی کے عوض فروخت کر دیا جو اسلام کا ایک بہترین نمونہ ہے نیز مسلمانوں کا نمونہ بھی ہیں ۔ اور آئندہ آیت میں ان لوگوں کے ساتھ انضمام کی دعوت دی گئی ہے کہ تم بھی ان لوگوں میں بن جاؤ اور ایسے ہو جاؤ ۔

قولہٗ تعالیٰ — خدا کا فرمان!

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَاۤفَّةً ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۗ اِنَّهٗ لَـكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ٢٠٨

مسلمانو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو ۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ۔

پوری قوت سے تم اس جماعت میں داخل ہو جاؤ اور دنیا کی ظاہری نمائش اور زینت کی طرف مطلق توجہ نہ کرو تمہارا فرض ہے کہ کتاب اللہ کو لازم پکڑے رہو اور قانون غیر اسلامی کی طرف نہ دیکھو ۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ٢٠٩

پھر جب کہ تمہارے پاس صاف حکم پہنچ چکے اور اس پر بچل جاؤ تو جان رکھو کہ اللہ زبردست اور حکمت والا ہے ۔

اس آیت میں ذکر ہے کہ قرآن امت کے لئے ہدایت ہے کہ امت کو اس انسانیت میں اعلیٰ مثال بنا دیا جیسا کہ تم نے دیکھ لیا ۔ اور یہ قرآن لوگوں کے لئے ایک کھلی دلیل بن گئی اور ایسی واضح اور کھلی دلیل کہ اس نے قرآن کو ایک بدیہی شئ گردان دیا ۔ پھر جب یہ قرآن تمہارے پاس آیا جس کی یہ نعمت ہے پھر بھی تم ذلیل و خوار ہو گئے ۔ تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ بہت غالب حکمت والا ہے وہ تم سے حکم اور حکومت بھی چھین سکتا ہے ۔ اور تم نہ گمان اور خیال کرنا کہ وہ تمہارا محتاج ہے ۔ پس تم قرآن حکیم پر ایمان رکھو اور اس نبی و پیغمبر پر ایمان رکھو جو تمہارے پاس آئے ہیں اور اگر تم اس نبی پر ایمان نہیں لائے جو تمہارے پاس آئے ہیں تو تم یہ خیال نہ کرو کہ تمہاری ہدایت کے لئے دوسرے نبی آئیں گے کیونکہ اب تو تمام انبیاء کرام فقط میدان حشر ہی میں آئیں گے ۔

قولہٗ تعالیٰ — خدا کا فرمان!

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ	کیا یہ لوگ اس کے منتظر ہیں کہ اللہ بادلوں کی چھت
اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ	لگائے۔ فرشتوں کو ساتھ لے ان کے سامنے آموجود ہو
وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ	اور جو کچھ ہوتا ہے ہو چکے مگر یہ ابھی ممکن نہیں اور سب
آیت ٢١٠	کام اللہ ہی کے ہوتے ہیں۔

تمام انجیلوں میں یہ موجود ہے کہ حضرت مسیح فرشتوں کے ساتھ زمین پر اور اللہ تعالیٰ بادلوں میں آئے گا لیکن وہ حشر میں قیامت کے دن آئیں گے۔

پھر یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ زمین پر خدا کی حکومت ایک نبی کی بعثت کے بعد قائم ہوگی تو یہ نبی قرآن اور بینات سے کر آ گئے۔ پس اب تمام پر واجب ہو کہ اس کی اتباع کریں۔ کیونکہ جس کا وہ انتظار کر رہے تھے وہ بھی آ گئے اور یہ تمام اسلام میں داخل ہو جائیں اور کبھی وہ اپنے دلوں میں شبہ نہ دیں کہ اس نبی کے سوا دوسرا کوئی نبی خدا کی زمین پر آئے گا اور حکومت قائم کرے گا۔

پھر جب وہ اس نبی پر ایمان نہیں لائے تو انھوں نے زمین خدا پر کوئی حکومت قائم کی تو اب ان پر قیامت آ رہی ہے گی اور ہم نے خدا کے قول

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي	مسلمانو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور
السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ	شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔ کیونکہ شیطان تمہارا کھلا
الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ٢٠٨	دشمن ہے۔

میں کہا ہے کہ ایمان والوں کو خدا نے قرآن پر چلنے کا حکم دیا ہے۔

اور یہاں یہ بھی جائز ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کتب سابقہ میں سے کسی کتاب پر ایمان لائے ہوں تو یہاں خدا نے حکم دیا ہے کہ وہ لوگ جو کسی کتاب پر ایمان رکھتے ہوں۔ وہ تمام کے تمام اسلام میں داخل ہو جائیں اگر یہ لوگ ان کے پاس بینات آنے کے پیچھے ذرا بھی اس سے پھسلے تو ایک زبردست گڑھے میں آ جائیں گے اور یہ اس لئے ان کے پاس اقامت دین کی ذہنیت ہی نہیں ہے سوائے یوم قیامت کے اور قیامت کا دن ہے۔ جو لوگ کتب سابقہ اور انبیائے سابقین پر ایمان لائے ہوں ان کو مومن کہہ دے گا اور یہاں مومنین سے خطاب کیا گیا اگرچہ وہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر ایمان نہ رکھتے ہوں لیکن انھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن سے انکار نہ کیا ہو۔ جصاص حنفی کی کتاب صفحہ ٢٨٥ جلد ٢ ملاحظہ فرمائیں۔

وہ دن ہے کہ اس میں اقامت دین ہو ہی نہیں سکتا بلکہ اس دن ان سے یہ کہا جائے گا۔

وَقُضِيَ الْأَمْرُ — یہ دن تو ختم ہو گئے فیصلہ ہو چکا

نمونہ نمبر — خدا کا فرمان:

سَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَمْ آتَيْنَاهُمْ مِنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ ۗ وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۲۱۱

اے پیغمبر! بنی اسرائیل سے پوچھ کہ ہم نے ان کو کتنی کھلی نشانیاں دیں۔ اور جب کوئی شخص اللہ کی نعمت (اس کو ایک نعمت مثلاً کتاب آسمانی ملے) اس کے آنے کے پیچھے اس کو بدل ڈالے تو خدا کی مار بڑی سخت ہے۔

بنی اسرائیل کے پاس انبیاء کرام آیات بینات اور کھلی نشانیاں لے کر آئے اور ان کو حکم ہوا کہ نبی پر ایمان لاؤ کیونکہ یہ نبی اپنے متبعین کے حق میں ایک نعمت عظمیٰ ہیں لیکن یہ لوگ ان پر ایمان نہیں لائے پس ان کو عذاب میں مبتلا کیا گیا کہ ان سے حکومت سلب کر لی گئی اور یہی معنی ہیں

وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۲۱۱

اور جب خدا کی نعمت آئے پیچھے اس کو بدل دیوے تو خدا کی مار بڑی سخت ہے۔

کے

نمونہ ثانی — خدا کا فرمان:

زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا ۘ وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۲۱۲

جو لوگ دین حق سے منکر ہیں دنیا کی زندگی ان کو عمدہ کر دکھائی گئی ہے اور مسلمانوں کے ساتھ ٹھٹھول کرتے ہیں حالانکہ جو لوگ پرہیزگار ہیں یعنی مسلمان ان کے درجے قیامت میں کافروں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوں گے اور اللہ جسے چاہے بے حساب روزی دے۔

کوئی بھی ایمان رکھنے والا آدمی شک نہیں کرسکتا کہ کافر لوگ جہنم میں جائیں گے اور مومن لوگ جنت میں جائیں گے اور خدا کے اس قول میں اسی کی طرف اشارہ ہے

وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ — اور اللہ جسے چاہے بے حساب روزی دے

نیز مومن لوگ عنقریب دنیا میں بھی کافروں پر غالب ہو گئے ہیں گے۔ اگرچہ ظاہری اسباب سے نہیں ہیں

کیونکہ مومن لوگ قرآن کے ذریعے سے مخالفین پر غالب ہو گئے ہیں اور عرب میں ایک حکومت الٰہیہ قائم ہو گئی تھی اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی ہوگی

خدا کا فرمان:	قولہ تعالیٰ
سب لوگ ایک ہی دین رکھتے تھے پھر آپس میں	كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَ
اختلاف کرنے لگے تو اللہ نے پیغمبر بھیجے جو خوشخبری دیتے تھے	بَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ
اور ڈراتے تھے اور ان کی معرفت سچی کتاب بھیجی تاکہ جن باتوں میں	وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ
لوگ اختلاف کرتے ہیں ان میں کتاب ان کا فیصلہ کردے اور	النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ
جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی انہوں نے پاس حکم آنے کے پیچھے	فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ
آپس کی ضد سے لگے اس میں اختلاف کرنے تو آخر کار وہ بات حق کی	الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى
جس میں لوگ اختلاف کرتے تھے۔ خدا نے اپنی عنایت سے	اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ
مسلمانوں کو دکھا دی اور اللہ جس کو چاہے راہ راست	مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ
دکھائے۔	يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۲۱۳

تمام لوگ اصل میں یکساں تھے پھر وہ زبان اور دوسرے مختلف اسباب کی بنا پر مختلف ہو گئے اور خدا نے ہر قوم میں نبی مبعوث فرمائے کہ لوگوں کو ڈرائیں اور ان کو خوشخبری بھی پہنچائیں اور اس نبی کی زبان میں مبعوث فرمایا۔ ان کے ساتھ اپنی کتابیں بھیجیں تاکہ وہ کتاب اس نبی کے بعد بھی موجود رہے۔ ان میں جب اختلاف پیدا ہو تو اس کتاب کے ذریعے اختلاف کو دور کریں اور صحیح صحیح فیصلہ کردیں۔ لیکن ہر قوم کے علماء تھے جنھوں نے عداوت اور ضد کی وجہ سے لوگوں میں اختلاف ڈال دیا۔

یہ حکایت حال قبل بعثت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی

تو آخر کار وہ راہ حق کہ جس میں لوگ اختلاف کرتے	پھر قول اللہ تعالیٰ
تھے اللہ نے اپنی عنایت سے مسلمانوں کو دکھا دی۔	فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا
	اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ

یعنی اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہدایت فرمائی کہ ہر قوم میں اختلاف عام طور پر پھیل گیا تھا۔

تم دیکھتے ہو کہ سلمان فارسی نے قرآن کے ذریعہ ہدایت پائی، جس میں اہل فارس اختلاف کیا کرتے تھے پھر ہم نے دیکھا کہ حکمت ولی اللہ کی معرفت کے بعد کہ انھوں نے تفسیر قرآن اس اصول حکمت پر کی ہم نے پہنچایا کہ اہل ہند حق و باطل میں کس طرح فرق و تمیز کر سکتے ہیں۔ اسی طرح خدا نے ایمان والوں کو ہدایت فرمائی جس کے زمانہ میں اور قومیں اختلاف کر رہی تھیں اور اس کے حکم سے تو ان کے زمانہ نازل ہوا تھا حظیرۃ القدس سے اور یہ سب کے سب نبیے ہو گئے امتوں اور قوموں کے لئے قرآن کے ذریعہ ایک زبردست حکومت قائم کریں اور یہ دریعہ ثانیہ اور بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ثانیہ تھی۔

خدا کا فرمان!	قولہ تعالیٰ
اور اللہ جس کو چاہے راہ راست دکھا دے۔	وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

اس میں اشارہ ہے اللہ تعالیٰ بنی اسمٰعیل میں ایک نبی پیدا کرے گا جو ملت حنیفیہ کو زندہ کرے گا ہم نے پہلے مسائل قتال کی بحث کی تھی اس کے بعد انفاق اموال اور جہاد کے لئے ترغیب و ترہیب کی طرف منتقل ہوئے تھے یہ دونوں مسائل جہاد کا تتمہ اس کے بعد آیت ۲۰۰ سے آیت ۲۱۲ تک ان پانچ سے بحث کی تھی اور ان آیات اور ان سے جو مسائل ماخوذ ہیں اور جو مصلحت قتال سے منضم ہیں اس کا بیان۔

خدا کا فرمان!	قولہ تعالیٰ
مسلمانو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل	اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا
ہو گے۔ ابھی تک تم لوگوں کو ایسی حالت پیش نہیں آئی جو تم سے	يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ
پہلے ہو گذرے ہیں۔ ان کی سختیاں بھی پہنچیں ان کو تکلیفیں	مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا
بھی پہنچیں اور بڑبڑا کے بھی گئے یہاں تک کہ پیغمبر اور ان کے	حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
ساتھ جو ایمان والے تھے چلا اٹھے کہ آخر مدد آنے کا کوئی وقت	مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ
بھی مقرر ہے سمجھو اس کا وقت قریب آ گیا ہے۔	اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۲۱۴

اس آیت میں اشارہ ہے کہ مسلمان اس وقت تک نظم حکومت درجۂ اولیٰ اور درجۂ ثانیہ کے قیام پر قادر نہیں ہوں گے جب تک سخت ترین مقاتلات اور متعدد محاربات نہ کریں گے ان مقاتلات و محاربات کے بعد ہی وہ اس میں کامیاب ہوں گے نصرۃ الٰہی ایسے وقت اترے گی کہ مصائب کثیرہ اور بڑے بڑے مشکلات عبور کرنے کے بعد ہی نصرت اترے گی۔

قولہ تعالیٰ

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۥ
قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ
الْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ
وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ
عَلِيْمٌ ۲۱۵

فرمان خدا

اے پیغمبر تم سے پوچھتے ہیں کہ خدا کی راہ میں کیا خرچ کریں تو ان سے کہدو کہ غیرت کے عمد پر جو مال بھی خرچ کرو تمھارے ماں باپ کا حق ہے اور قریب کے رشتہ داروں کا اور یتیموں کا مسکینوں کا اور مسافروں کا اور تم کوئی سی بھی بھلائی لوگوں کے ساتھ کرو اللہ اس کو جانتا ہے ۔

جب ان لوگوں کو حکم دیا گیا کہ تم انفاق کیا کرو ۔ تو انھوں نے سوال کیا ہم کیا اور کتنا خرچ کریں ؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اب میں تم سے کچھ لینا نہیں چاہتا بلکہ تمھارے قرابتہ جہاد میں شریک ہیں اور تمھارے ذوی الارحام اور مجاہدین کے بچے اور اولاد جو تمھارے اقربا نہیں ان پر خرچ کرو ۔

اور تم پر خدا کی نصرت اور مدد نہیں اترے گی مگر محنت سے تحت تعب اور مشکلات برداشت کرنے کے بعد اور سب مال خرچ کرنے کے بعد

قولہ تعالیٰ

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ
وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ
وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۲۱۶

خدا کا فرمان !

مسلمانوں تم پر جہاد فرض کیا گیا اور وہ تم کو ناگوار بھی گزرے گا اور عجب نہیں کہ تم کو ایک چیز بری لگے اور وہ تمھارے حق میں بہتر ہو اور عجب نہیں ۔ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمھارے حق میں بری ہو ۔ اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے ۔

یعنی قتال و جنگ تم میں اور تمھارے دشمن کے درمیان جاری رہے گی ۔ اور تم اس کے لئے پوری قوت سے تیار رہو اگرچہ مدام اور ہمیشہ قتال و جنگ تمھارے نزدیک مبغوض ہے اور تم اس کو کریہہ جانتے ہو لیکن تمھارے لئے ہر طرح کی خیر و بھلائی اسی میں ہے اور یہ فریضہ دوسری عبادتوں جیسا ہے مثلاً حج وغیرہ جو تم کو دوسری امتوں سے ممتاز کر دیتا ہے اور اس کے بغیر جہاد ممکن نہیں ہے ۔

بعض اہل علم کہتے ہیں قتال و جنگ کی ممانعت اشہر حرم میں منسوخ ہوگئی ہے ۔ لیکن امام زہری نے اس قول پر اعتراض کیا ہے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ اشہر حرم کی حرمت باقی ہے ، لیکن ضرورت و حالات کے بنا پر اس میں قتال و جنگ جائز ہے اور ایسا نہیں ہے جیسا بعض لوگ سمجھے ہیں کہ ضرورت و حالت کے وقت بھی قتال و جنگ جائز نہیں ہے ۔

ہم امام ولی اللہ کے قول سے مطمئن ہیں کیونکہ اگر کفار کو معلوم ہوگا کہ مسلمان ان مہینوں میں قتال و جنگ نہیں کرتے، تو یہ لوگ لوگوں کو اسلام سے دور کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ آنے والی آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ وَاِخْرَاجُ اَھْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَھُوَ كَافِرٌ فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۲۱۷

اے پیغمبر! مسلمان تم سے ادب والے مہینوں کی نسبت یعنی ان میں لڑائی کرنے کی نسبت دریافت کرتے ہیں تو ان کو سمجھا دو کہ ادب والے مہینوں میں قتال و جنگ اور سبیل اللہ سے روکنا ہے اور اس کے ساتھ کفر کرنا ہے اور مسجد حرام اور اس سے اس کے اہل کا اخراج عند اللہ بہت بڑا گناہ ہے اور فتنہ تو قتل سے بھی بڑا ہے اور یہ لوگ تو تم سے لڑائی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر وہ طاقت پائیں تو تم کو اپنے دین سے لوٹا لیں گے اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا اور وہ اس حالت میں مر جائے گا اور حال یہ ہے کہ کافر ہے تو یہی لوگ ہیں جن کے دنیا اور آخرت میں اعمال سوخت ہو جائیں گے اور یہی لوگ اصحاب دوزخ ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

(جاری)

الولی کا مولانا عبید اللہ سندھی نمبر

قارئین کرام کو یہ معلوم ہو کر یقیناً خوشی ہوگی کہ الولی کا آئندہ شمارہ بابت ماہ اکتوبر، نومبر سنہ ۱۹۹۰ء امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم و مغفور کے تذکرے کے لئے وقف ہوگا۔ اس میں مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کی زندگی، افکار، دینی و سیاسی خدمات اور سیرت کے تعلق کے بارے میں مضامین اور متعدد آثار علمی و سیاسی نوادر و افادات ہوں گے۔ اس خاص شمارے کی تیاری میں ملک کے نامور محقق اور مولانا سندھی کے شیدائی ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔

(ادارہ)